شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
ضبط وترتیب: مولانا محمد ابراہیم فانی و مولانا امداداللہ

موت العالِم موتُ العالَم

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد فرید صاحب کے جنازہ سے قبل نماز جنازہ میں شرکت کے لئے آنے والے ایک لاکھ سے زائد کے مجمع سے خطاب

مورخہ ۷رشعبان ۱۴۳۲ھ بروز ہفتہ مفتی اعظم پاکستان شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب رحمہ اللہ کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔ نماز عصر کے بعد چھ بجے آپ کے جنازہ کا اعلان کیا گیا چنانچہ ملک کے کونے کونے سے جنازہ میں شرکت کے لئے ایک بجے سے لوگ جوق درجوق آنا شروع ہوگئے۔ حتیٰ کہ ۵ بجے کے بعد ٹریفک جام ہوگئی۔ اور دوتہائی سے زیادہ افراد جنازہ میں شرکت کی سعادت سے محروم ہوگئے۔ عصر کی اذان ہوتے ہی جگہ جگہ لوگوں نے نماز باجماعت ادا کی۔ دارالعلوم صدیقیہ کے ہال میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی امامت میں نماز ادا کی گئی۔ اس کے بعد لوگ جنازہ گاہ کی طرف بڑھنے لگے۔ ہر ایک شخص حضرت مفتی صاحبؒ کے دیدار کیلئے بیتاب تھا چنانچہ لاکھوں لوگوں کو کنٹرول کرنا انتظامیہ کی بس کی بات نہ تھی۔ اس وقت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ مائیک پر تشریف لائے اور لوگوں کو صبر وسکون اور نظم وضبط کی تلقین فرمائی۔ اسکے بعد آپ نے خطاب فرمایا جسے مولانا محمد ابراہیم فانی اور مولانا امداداللہ نے نقل کیا اور اب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی نظر ثانی کے بعد قارئین الحق کی نذر ہے............................(ادارہ)

محترم حضرات! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے موت العالم موت العالم یعنی ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت ہے۔ اور آج نماز جنازہ میں شرکت کے لئے آنے والے انسانوں کا یہ سیلاب اس حدیث کی صداقت کی دلیل ہے۔ آج بہت بڑے عالم اور شیخ کے انتقال کا سانحہ پیش آیا ہے' یہ تمام عالم یعنی بالعموم اور علمی دنیا کے لئے بالخصوص بہت بڑا نقصان ہے' آپ کے جانے کے بعد جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے' اللہ تعالیٰ ہم اور آپ کو اس عظیم مصیبت پر صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے محترم حضرات! حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی علمی اور تدریسی زندگی کا اکثر حصہ دارالعلوم حقانیہ میں گزارا۔ تقریباً تیس سال سے زیادہ کے عرصہ تک آپ نے مسند تدریس وافتاء اور اصلاح وارشاد کو رونق بخشی دارالعلوم حقانیہ میں آپ بہت خوش تھے' اس کی روز افزوں ترقی کے لئے دعائیں فرماتے۔ میرے والد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ کے ساتھ آپ کی بہت عقیدت تھی' جب حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ نے آپ کو دارالعلوم حقانیہ آنے کی

دعوت دی تو حضرت مفتی صاحبؒ نے کہا میں استخارہ کرنے کے بعد آپ کو حتمی فیصلہ سے آگاہ کروں گا۔ چنانچہ ایک دو دن بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے استخارہ کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں دارالعلوم حقانیہ کے مین گیٹ کے سامنے کھڑا ہوں اور اس گیٹ پر بہت بڑا بینر آویزاں ہے جس میں لکھا گیا ہے ومن دخلہ کان آمنا درحقیقت یہ ارشاد ربانی حرم شریف اور بیت اللہ کے متعلق ہے یعنی جس طرح کہ بیت اللہ شریف پر امن مقام ہے اسی طرح دارالعلوم حقانیہ جو حرمین کی شاخیں ہیں بھی امن کی جگہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور بیماری تک وہاں رہے۔ اس دوران آپ سے ہزاروں تلامذہ اور مریدین نے کسب فیض کیا۔ آپ کے پیر ومرشد اور ہمارے مخدوم پیر طریقت حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کی بھی یہی آرزو تھی کہ آپ حقانیہ تشریف لائیں۔

محترم حضرات! زروبی اور اکوڑہ خٹک کے درمیان مضبوط علمی اور روحانی رشتہ اور تعلق استوار ہے حضرت مفتی صاحبؒ سے پہلے اسی قصبہ زروبی کا ایک فقیر منش اور ایک مرد درویش گزرا ہے' جس کو علمی دنیا صدر صاحب یعنی صدر المدرسین اور امام المتکلمین کے نام سے جانتی ہے یعنی حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ۔ انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کو طویل عرصہ تک اپنے فیوضات سے نوازا۔ دارالعلوم کی تعمیر وترقی اور اس کو اعلیٰ مقام تک پہنچانے میں آپ کا بہت بڑا کردار ہے' اسی طرح ان دونوں بزرگوں کی شبانہ روز محنتوں اور دعاہائے نیم شبی سے آج جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو تمام مدارس دینیہ میں ایک ارفع واعلیٰ مقام حاصل ہے۔ محترم حضرات آپ کا یہ علاقہ بہت خوش قسمت ہے علماء ومشائخ کیلئے انتہائی زرخیز خطہ ہے اس خطہ سے حضرت علامہ عبدالحلیم زروبوی کے علاوہ قصبہ شاہ منصور سے عظیم مفسر اور صوفی بزرگ مولانا عبدالہادی عرف کوکا مولانا صاحب نے علوم نبویہؐ بالخصوص تفسیر کے دریا بہائے اب ان کے مدرسہ میں ان کے فرزند مولانا نورالہادی اس چشمہ سے سیرابی کا ذریعہ بنے ہیں۔ اسی گاؤں سے حضرت مولانا فضل الٰہی صاحب جنہوں نے چودہ پندرہ سال دارالعلوم حقانیہ سے ہزاروں لوگوں کو فیض یاب کیا' ان کے دوسرے بھائی مولانا شمس الہادی صاحب نے بھی ساری زندگی علم کی ترویج میں بسر کی اور آج ان کے فرزند حضرت مولانا رضاء الحق صاحب جنوبی افریقہ کے شہر جوہانسبرگ میں پورے افریقہ کو افتاء اور تدریس کے ذریعہ سے منور فرمارہے ہیں۔ اسی علاقہ کے موضع ڈاگئی میں یادگار سلف مولانا حمد اللہ جان صاحب ڈاگئی نے ساری زندگی علوم حدیث کے فروغ میں لگادی جو آج خوش قسمتی سے یہاں موجود ہیں اور اس پیرانہ سالی میں بھی حدیث کا دورہ پڑھا رہے ہیں' یہاں قریب میں ایک گاؤں باخیل ہے جس کے بادشاہ صاحبان علم کے ساتھ ارشاد وسلوک میں ایک مقام رکھتے ہیں اور اکثر صاحبزادگان حقانیہ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوئے ہیں' کوٹھا گاؤں میں شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن اور موضع مینئی کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان' مولانا عبدالمنان کا بھی علمی دنیا میں ایک مقام تھا یہ کچھ مثالیں ہیں جس کی وجہ سے اس خطہ کو سمرقند وبخارا سے ہمسری کرنے کا حق حاصل ہے۔

علم کی ترویج پر آپ دونوں (حضرت صدر صاحب اور حضرت مفتی صاحب) بہت حریص تھے' باوجودیکہ اس وقت راستوں اور سڑکوں کی حالت بہت ناگفتہ بہ تھی اور گاڑیوں کا بھی اتنا مربوط انتظام نہ تھا۔ اس کے باوجود آپ دونوں

بزرگ بروقت مدرسہ کو پہنچ جاتے اور اسباق کی پڑھائی میں مشغول رہتے، بعض اوقات نہیں بلکہ اکثر اوقات آپ زروبی سے کلابٹ اڈہ تک پیدل سفر کرتے۔ آج ہمیں گاڑیوں اور سہولتوں کے باوجود کن مشکلات سے یہاں پہونچنا پڑا مگر ان دونوں بزرگوؤں نے پیرانہ سالی، بیماریوں اور موسم کی شدتوں کے باوجود تیس سال تک حقانیہ کے ان سڑکوں کے تانگوں اور بسوں کے ذریعہ بادیہ پیائی کی علم کے پھیلانے کیلئے حقانیہ کے لئے یہ اسفار اسلاف کے علمی رحلات کا حصہ ہے۔ جس سے پورے علاقہ پر برکات کا نزول ہوتا ہے۔

حضرت مفتی صاحب ؒ تو ماشاءاللہ صحت مند تھے لیکن حضرت صدر صاحب ؒ باوجود ضعف اور بیماری کے بغیر کسی سواری کے یہ اتنا بڑا راستہ طے کرتے۔ بہرحال اس سے پہلے دارالعلوم حقانیہ کو حضرت صدر صاحب ؒ کے سانحہ وفات کی شکل میں عظیم نقصان اٹھانا پڑا تھا اور پھر حضرت مفتی صاحب ؒ کی بیماری اور پھر آپکے انتقال کے واقعہ سے دارالعلوم ایک عظیم علمی شخصیت سے محروم ہوگیا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب آخر میں جب خود بھی بیماری کے باعث تدریس اور دارالعلوم کے انتظامی امور سے معذور ہو گئے تھے اور مدرسہ تشریف نہیں لا سکتے تھے تو فرماتے کہ حضرت مفتی صاحب دارالعلوم کے روح رواں ہیں

حضرات گرامی زمانہ ایسے جامع الصفات بزرگوں کے لحاظ سے قحط الرجال کا ہے اور کسی ایک بزرگ کا جانا بڑا خسارہ ہے مگر اس وقت جبکہ پورا عالم کفر اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف ایک ہو چکا ہے اسلامی تہذیب ہمارے شعائر مدارس مساجد خانقاہیں ان کا نشانہ ہیں اور عالم اسلام کی تمام طبقات حکمران فوج اور جرنیل اور روشن خیال ان کے ہمنوا ہیں تو صرف ان علماء اکابر اور مدارس کے طلبہ سے امت کی امیدیں وابستہ ہیں اور یہی طبقہ امریکہ اور کافروں کے سینے کا ناسور بنا ہوا ہے وہ اس سارے سلسلہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں گویا ہم حالت جنگ اور میدان قتال میں ہیں ایسے وقت کسی مدرسہ کا ایک بہت چھوٹا طالب علم اور قرآن ناظرہ پڑھنے والے کسی بچے کا نقصان بہت بڑا خسارہ ہے اور جب حضرت مفتی صاحب مرحوم جیسے حضرات جائیں تو گویا ایک عظیم جرنیل اور کمانڈر کی جدائی کتنا عظیم خسارہ ہوگا ملک ان اکابر کی بڑی قربانیوں سے آزاد ہوا تھا اور ان تمام قربانیوں کو امریکہ کی غلامی کی نذر کردیا گیا اور اب اس ملک کو دوبارہ آزادی دلانا اور یہاں اسلامی میراث قرآن وسنت اسلامی تشخص اور تصوف وسلوک درس وتدریس دعوت وتبلیغ کے نظام کو بچانا آپ اور ہم سب کی ذمہ داری ہے یہ جنگ آپ نے تکمیل تک پہونچانی ہے جانے والے اکابر اور حضرت مفتی صاحب کا یہی مشن تھا اور ان کو حقیقی خراج عقیدت یہی ہے کہ ان کے وابستگان اس راستہ پر گامزن رہیں گے۔ آپ نے اس مشن پر گامزن رہنا ہے غیروں کی غلامی کو ختم کرنا اور اپنے دینی سرمایہ کی حفاظت کیلئے آپ مرمٹنے کے لئے تیار رہیں۔ (مجمع نے اللہ اکبر کے ساتھ اور ہاتھ بلند کرکے اس پر عمل کا وعدہ کیا)۔ بہرحال آج بہت ہی درد اور غم کا دن ہے مفتی صاحب کا انتقال کوئی معمولی صدمہ نہیں۔ میں آپ لوگوں سے پھر اپیل کرتا ہوں کہ بڑے منظم طریقے سے صفوف بنائیں اور جو لوگ انتشار اور بدنظمی پیدا کرتے ہیں ان کو سختی سے روکیں تاکہ مزید گڑبڑ پیدا نہ ہو۔ **اللھم اکرم نزلہ وبرد مضجعہ وانزل علیہ شآبیب المغفرۃ والرضوان وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین**